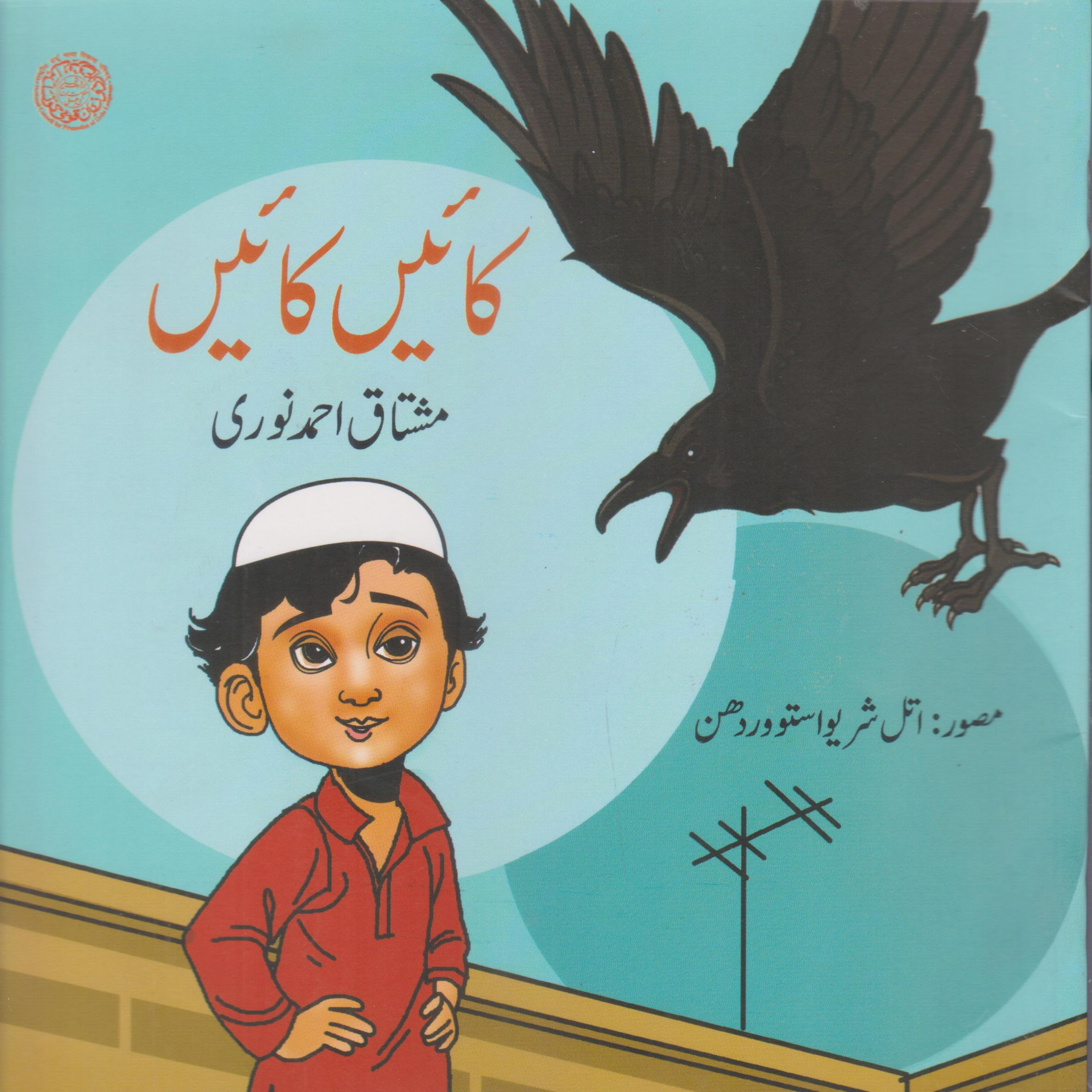
کائیں کائیں

مشتاق احمد نوری

مصور: اتل شریواستو وردھن



کائیں کائیں



مشتاق احمد نوری



مصور: اتل شریواستو وردھن

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

8 تا 12 سال کی عمر کے بچوں کے لیے

نئی نسل کی ذہنی نشو و نما اور ان کے خوابوں کو پرواز عطا کرنے کے لیے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تناظر میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ادب اطفال کی تخلیق و تشکیل کے لیے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی نے نئے اشاعتی مشن اور وژن کے تحت 18 تا 20 ستمبر 2024 ادب اطفال ورکشاپ کا انعقاد کیا تھا، جس میں بچوں کی نفسیات و ترجیحات کا خیال رکھتے ہوئے معتبر تخلیق کاروں کے تعاون سے دلچسپ اور معلومات افزا تخلیقی مواد تیار کیا گیا۔ یہ کتاب اسی ورکشاپ سیریز کی ایک کڑی ہے۔



ڈاکٹر شمس اقبال
ڈائرکٹر

ISBN 978-93-49533-40-0

پہلا ایڈیشن: 2025

تعداد: 1100

KAYEN KAYEN
by Moshtaque Ahmad Noori

قیمت: -/30 روپے

سلسلہ مطبوعات: 2166

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی-110025

فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099

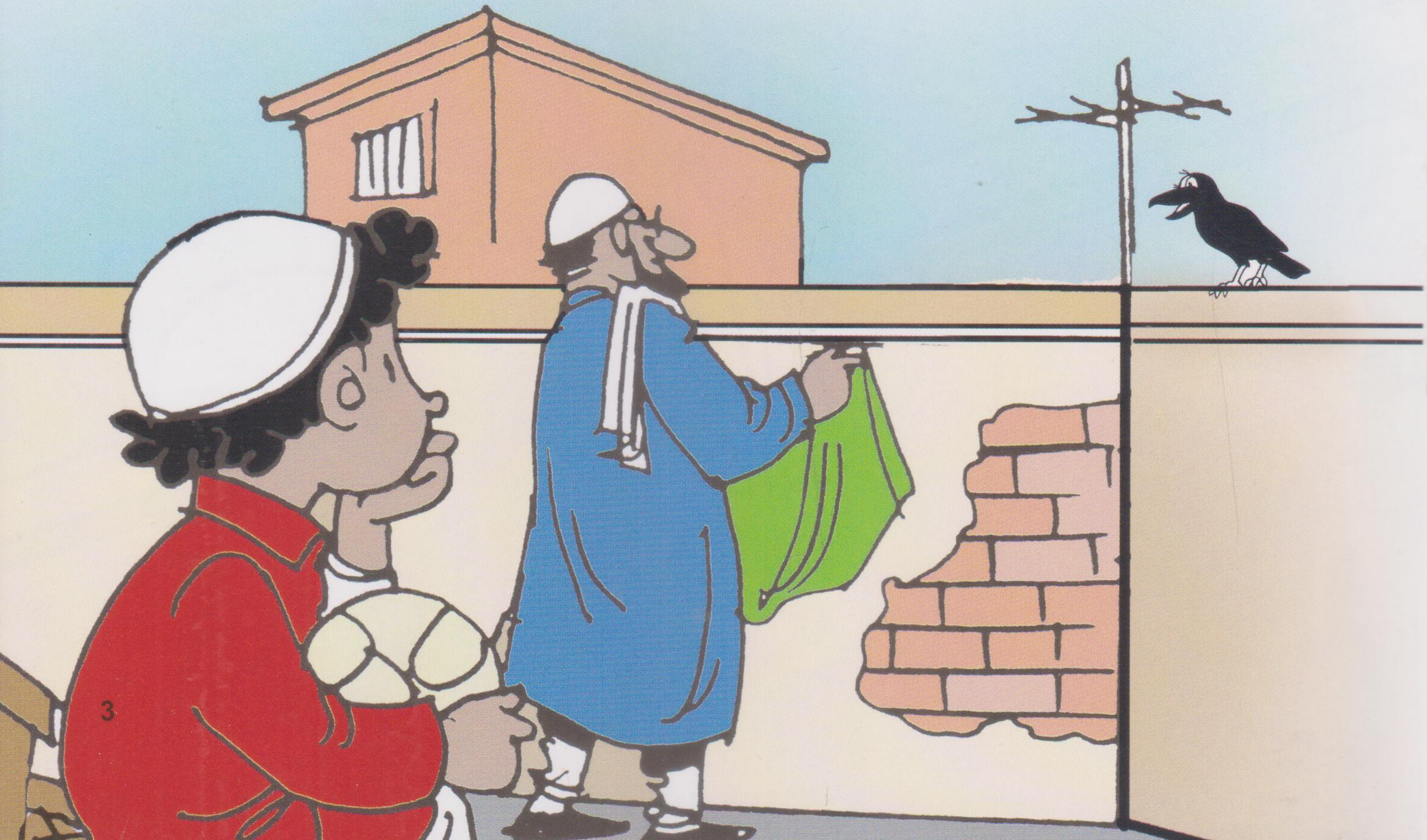
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066 فون نمبر: 26109746

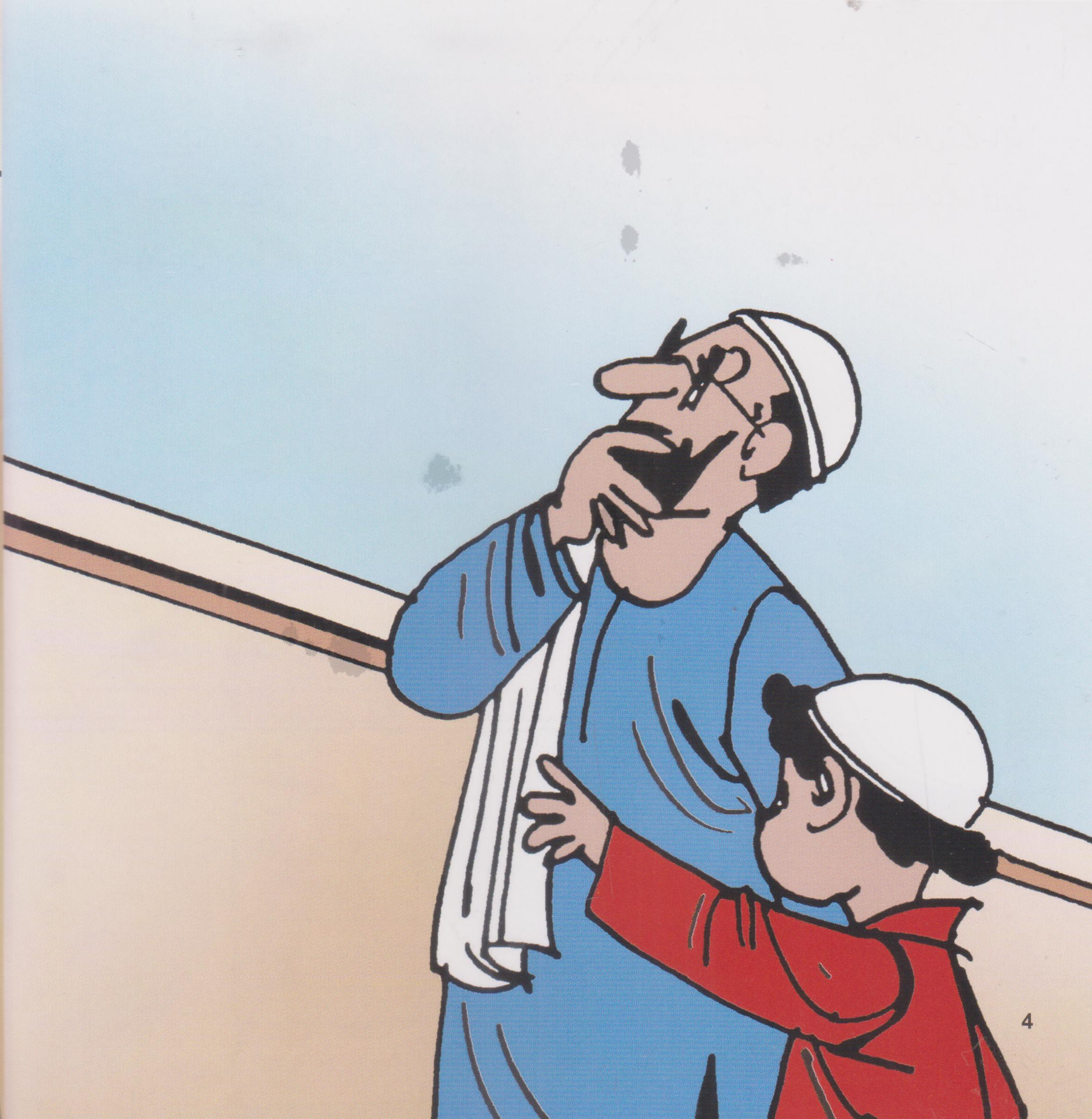
فیکس: 26108159 ای-میل: ncpulsaleunit@gmail.com

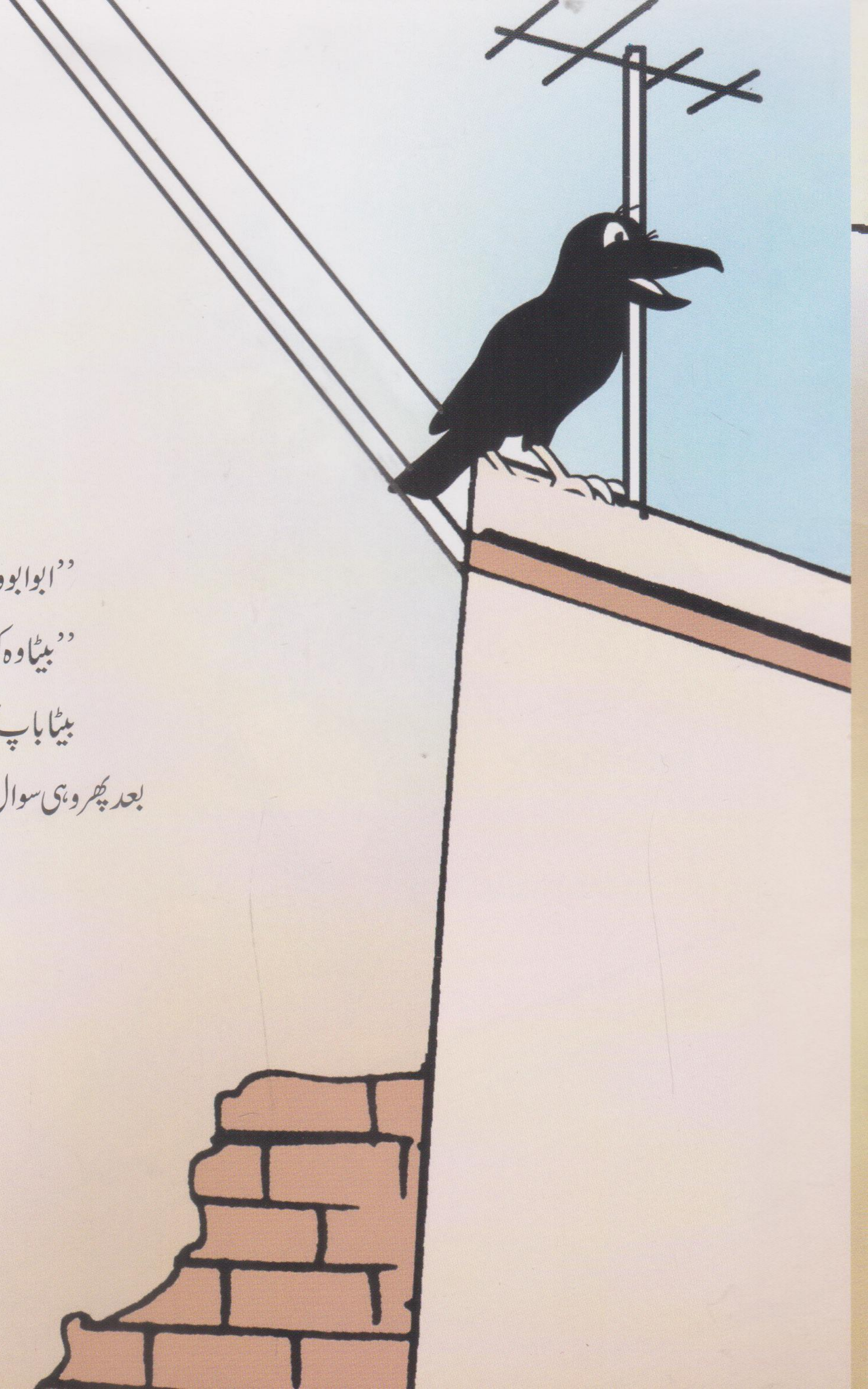
ای-میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: سلاسار امیجنگ سسٹمس، A-97، سیکٹر 58، نوئیڈا-201301، یوپی

باپ کسی بے انتہا ضروری کام میں مشغول ہے۔ اس کے بازو میں ہی اس کا ننھا سا بیٹا اپنے کھلونوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ بیٹے کی عمر مشکل سے تین سال ہے۔ گھر کے منڈیر پر ایک کوا بیٹھا کائیں کر رہا ہے۔ بیٹا تھوڑی دیر تک کوے کی طرف دیکھتا ہے پھر اپنے باپ سے سوال کرتا ہے۔







''ابو ابو وہ کیا ہے۔''

''بیٹا وہ کوا ہے۔''

بیٹا باپ کا جواب سن کر چپ ہو جاتا ہے مگر تھوڑی دیر
بعد پھر وہی سوال دہراتا ہے۔

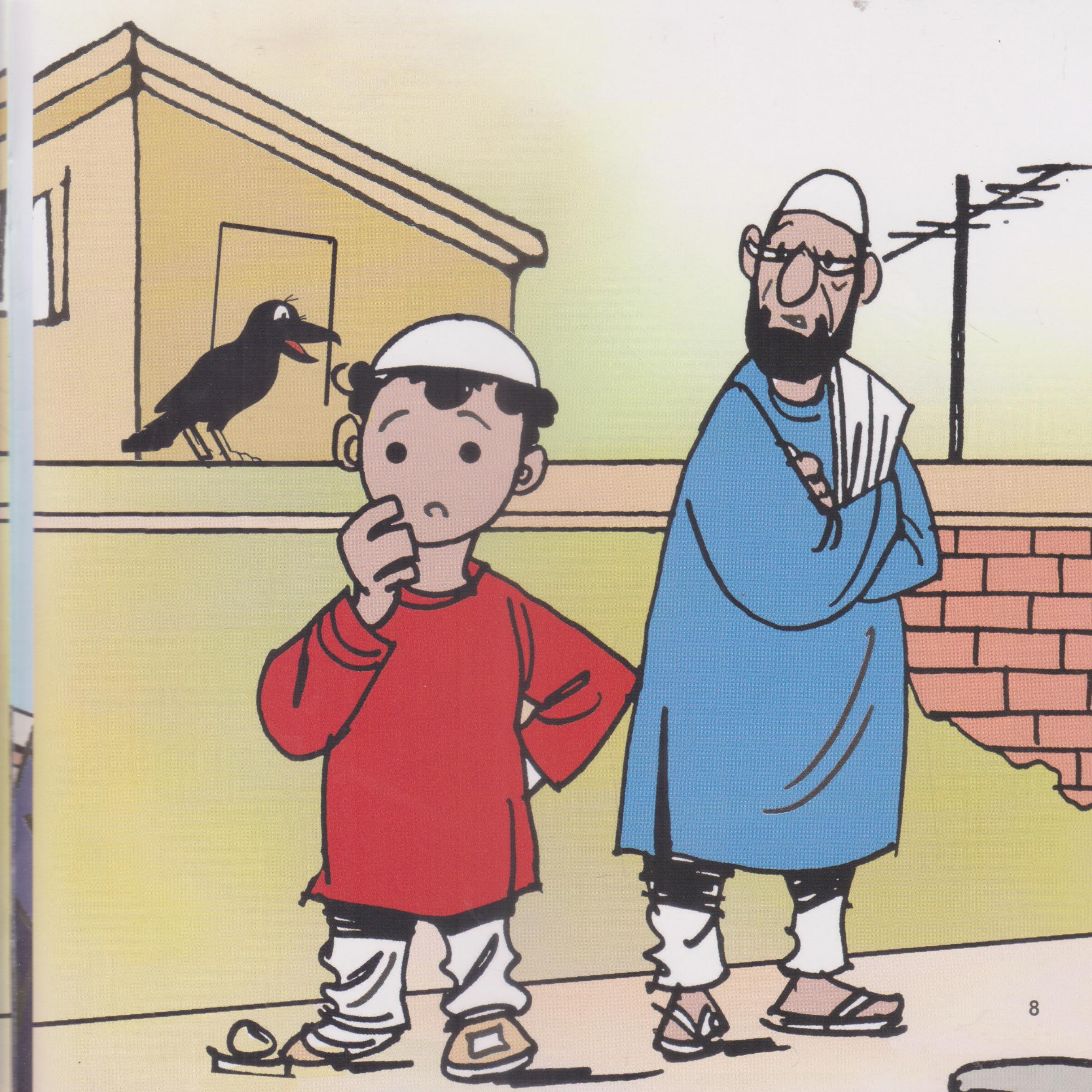


”ابو وہ کیا ہے۔“

”بیٹا وہ کوا ہے۔۔۔۔کالا کالا کوا۔“

”بیٹا چپ ہو جاتا ہے۔ پھر کبھی کوا کبھی باپ کی جانب دیکھتا ہے اور کچھ دیر بعد باپ کا ہاتھ پکڑ کر ہلاتے ہوئے پوچھتا ہے۔“

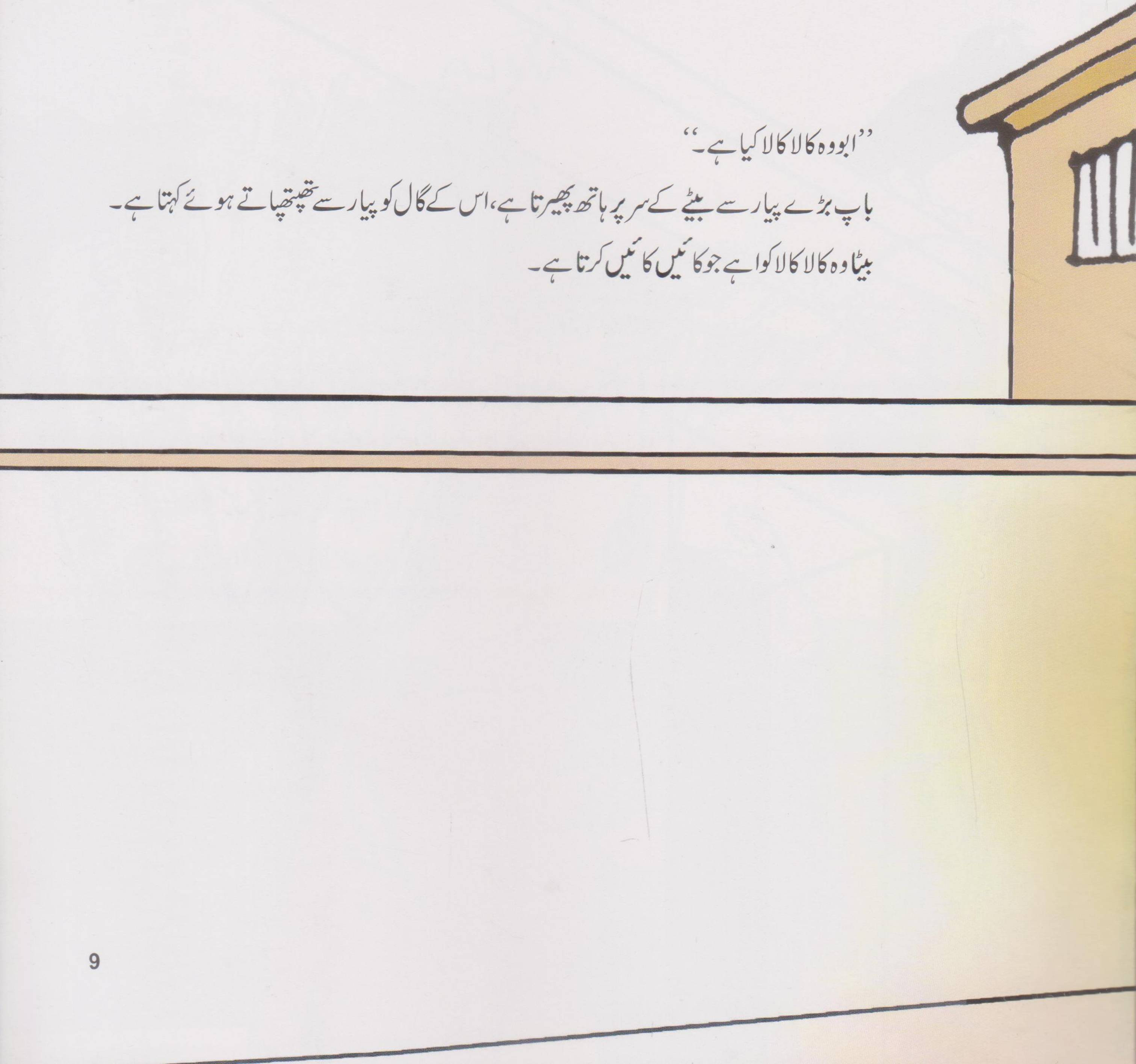


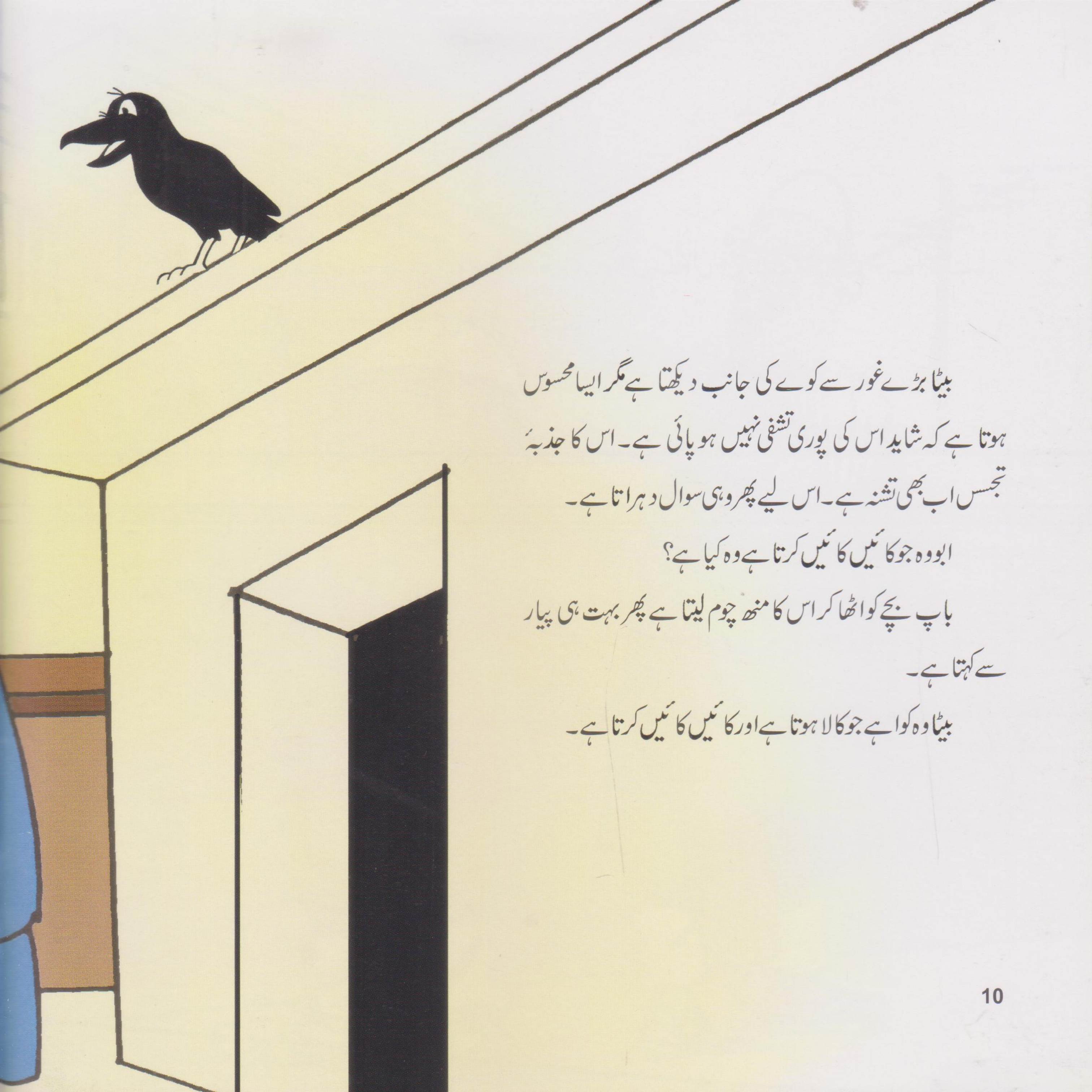


''ابو وہ کالا کالا کیا ہے۔''

باپ بڑے پیار سے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے، اس کے گال کو پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہتا ہے۔

بیٹا وہ کالا کالا کوا ہے جو کائیں کائیں کرتا ہے۔





بیٹا بڑے غور سے کوے کی جانب دیکھتا ہے مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس کی پوری تشفی نہیں ہو پائی ہے۔ اس کا جذبۂ تجسس اب بھی تشنہ ہے۔ اس لیے پھر وہی سوال دہراتا ہے۔

ابو وہ جو کائیں کائیں کرتا ہے وہ کیا ہے؟

باپ بچے کو اٹھا کر اس کا منھ چوم لیتا ہے پھر بہت ہی پیار سے کہتا ہے۔

بیٹا وہ کوا ہے جو کالا ہوتا ہے اور کائیں کائیں کرتا ہے۔



ماں بچے کی اس حرکت کو بہت دیر سے دیکھ رہی تھی ۔ وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ باپ اپنا بہت ضروری کام چھوڑ کر بچے میں الجھ گیا ہے اس لیے اسے غصہ آجاتا ہے اور وہ بچے کو ڈانٹتی ہے کہ وہ بار بار ایک ہی سوال کو دہرا کر باپ کو کیوں تنگ کر رہا ہے ۔ مگر باپ بیوی کو چپ رہنے کی تاکید کرتے ہوئے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتا ہے ۔



بیگم اسے کچھ نہ کہو۔ اسے سوال کرنے دو۔ یہ اس کے سیکھنے کی عمر ہے۔ یہ اپنے اردگرد کی ساری چیزوں کو سیکھنا چاہتا ہے۔ بار بار دریافت کر کے اپنے ذہن میں بیٹھانا چاہتا ہے، تا کہ دوبارہ کسی اور سے دریافت نہ کرنا پڑے۔

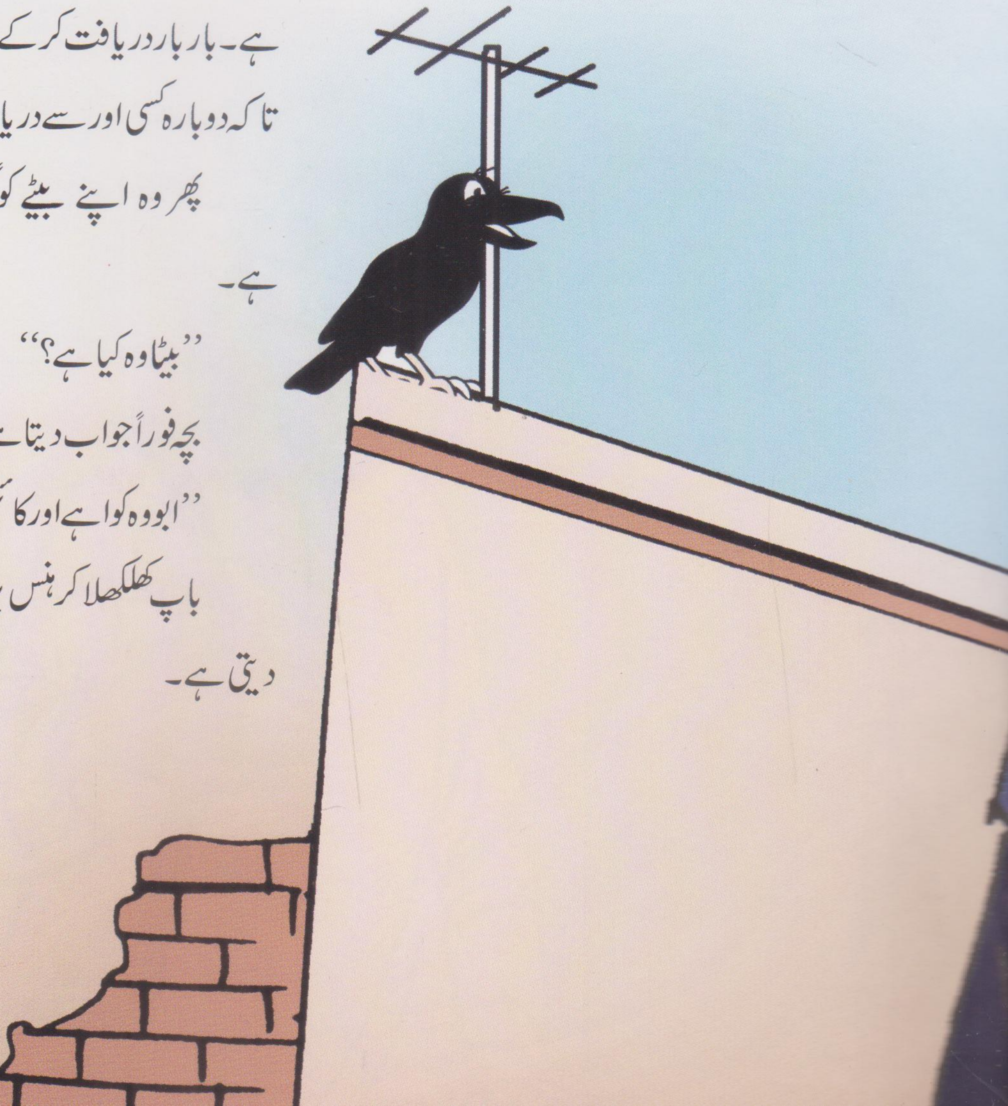
پھر وہ اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا کر اس سے پوچھتا ہے۔

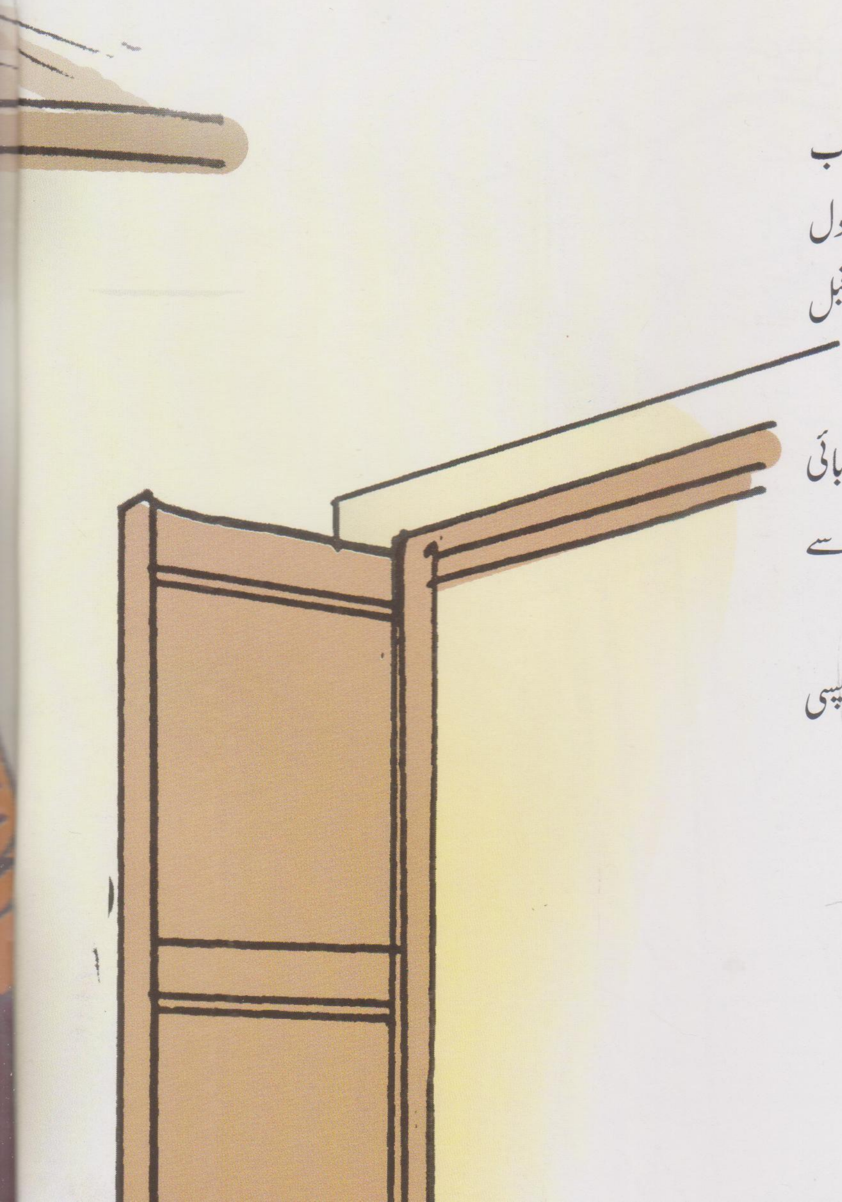
''بیٹا وہ کیا ہے؟''

بچہ فوراً جواب دیتا ہے۔

''ابو وہ کوا ہے اور کائیں کائیں کرتا ہے۔''

باپ کھلکھلا کر ہنس پڑتا ہے اور ماں بھی اس کا ساتھ دیتی ہے۔



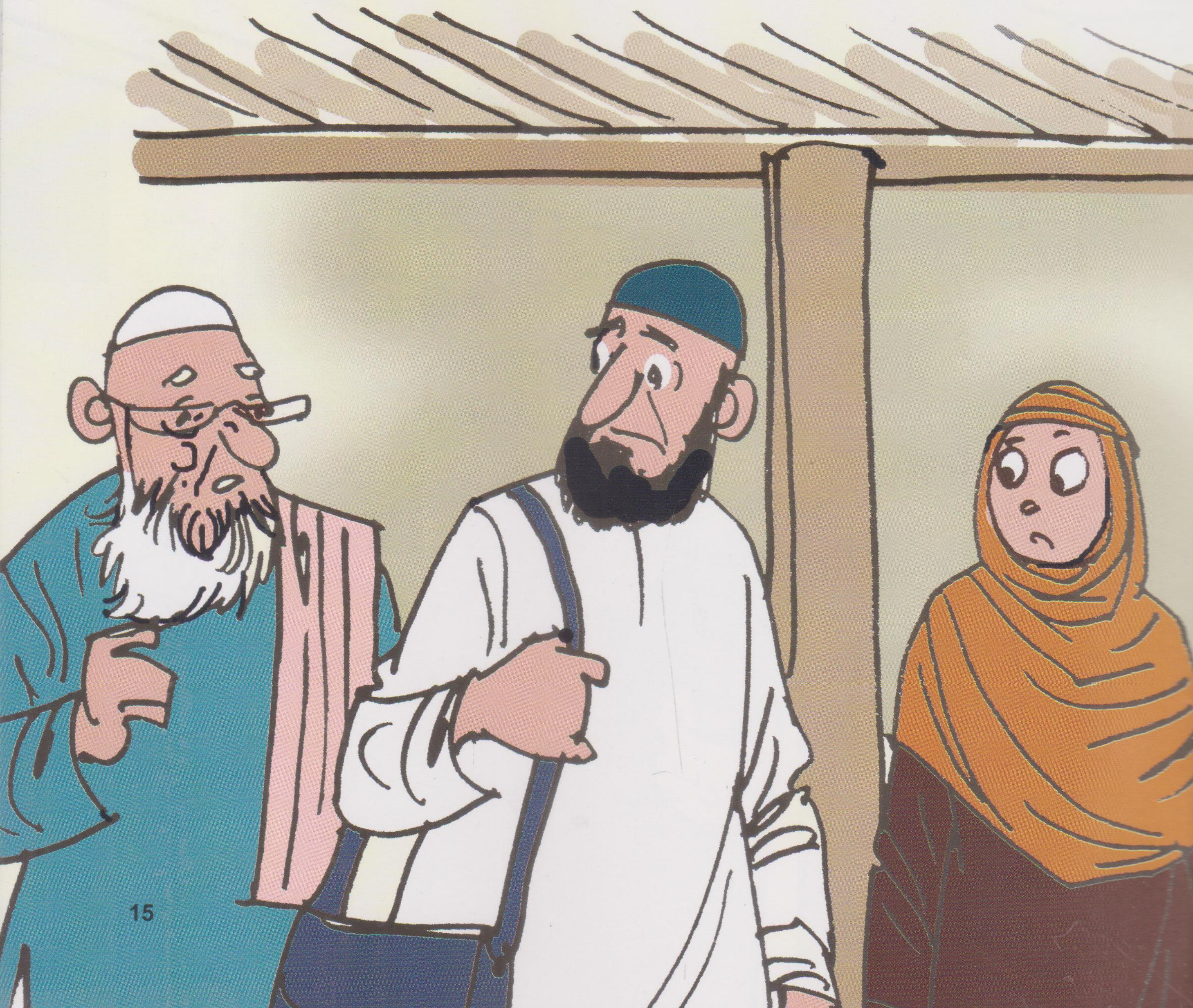


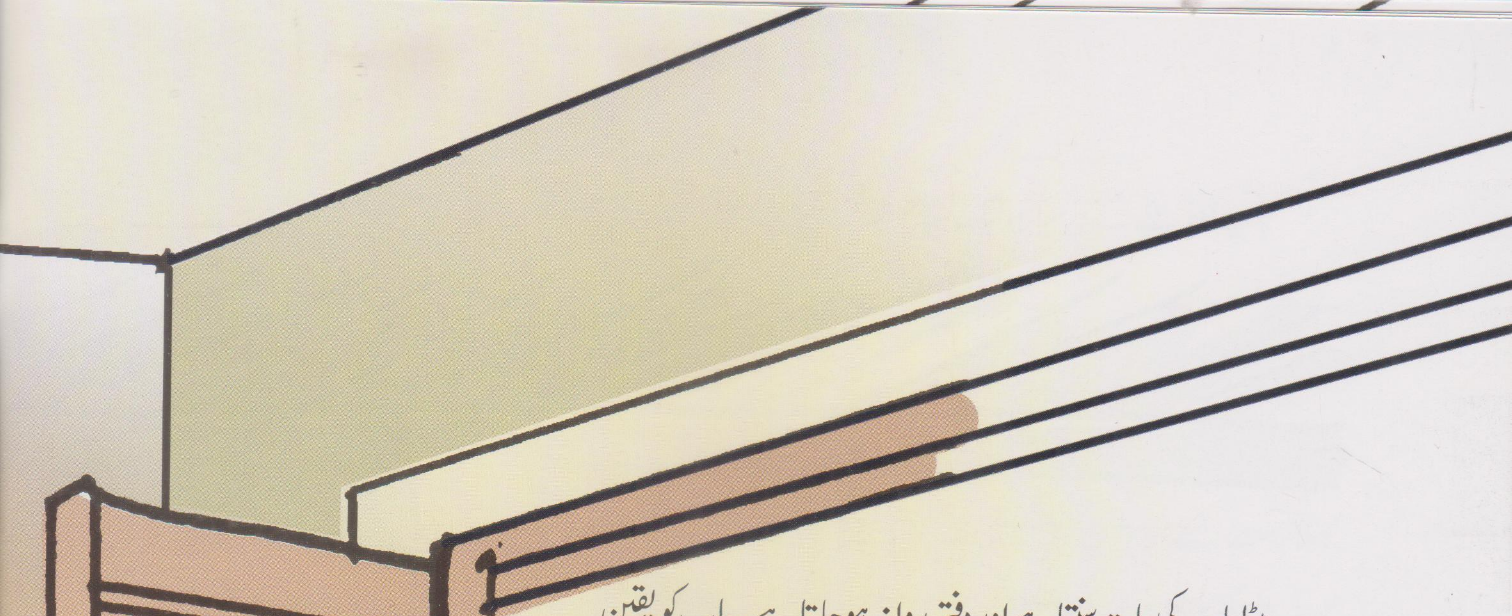
باپ اور بیٹے کے درمیان ایک لمبا عرصہ گزر گیا ہے۔

اب بیٹے نے باپ کی جگہ لے لی ہے جو کب کا ملازمت سے سبکدوش ہو چکا ہے۔ باپ کے دل میں بیٹے کی وہی محبت ہے جو آج سے تیس سال قبل تھی۔

بیٹا دفتر جانے لگتا ہے۔ بہو اسے ٹفن تھما کر بائی بائی کر رہی ہے۔ بوڑھا باپ بیٹے کے پاس جا کر پیار سے کہتا ہے۔

بیٹا میری دھوتی پھٹ رہی ہے۔ دفتر سے واپسی میں میرے لیے ایک دھوتی ضرور لیتے آنا۔





بیٹا باپ کی بات سنتا ہے اور دفتر روانہ ہو جاتا ہے۔ باپ کو یقین ہے کہ آج بیٹے کو تنخواہ ملے گی اور وہ دھوتی ضرور لائے گا۔ لیکن واپسی میں جو پیکٹ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس میں دھوتی کی بجائے رنگین ساڑی نکلتی ہے جسے دیکھ کر بیوی اٹھلا کر کہتی ہے۔

''اجی! اس کی کیا ضرورت تھی پہلے سے ہی ڈھیر ساری پڑی ہیں۔

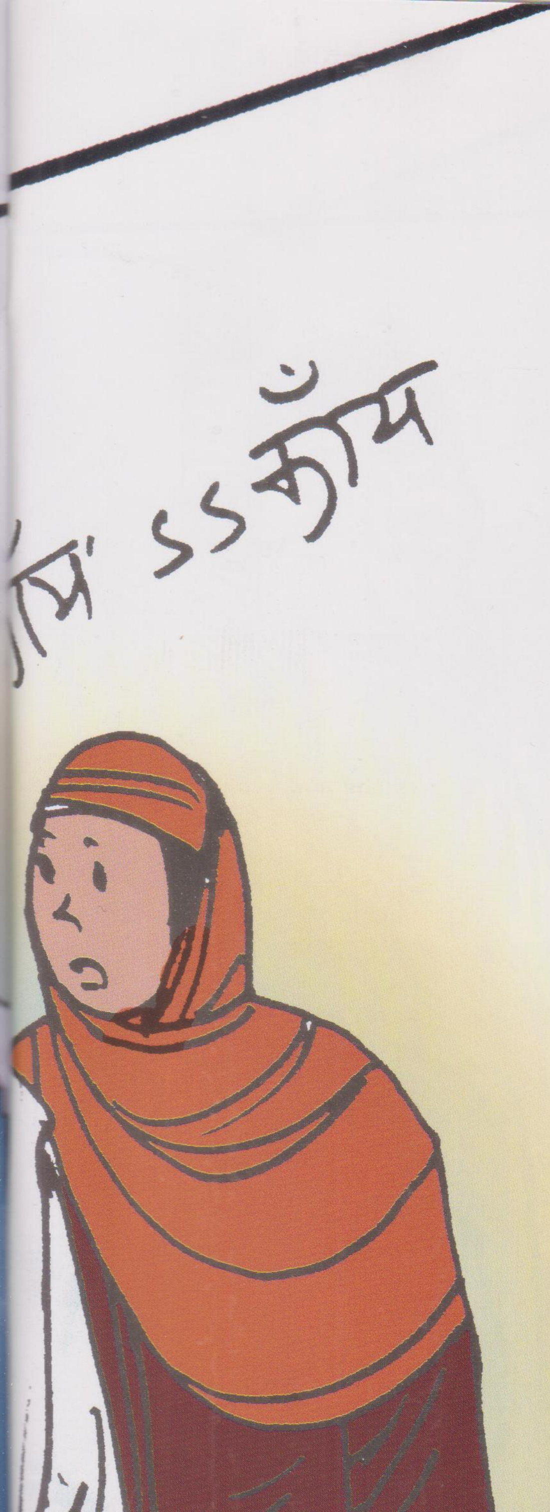
باپ سوچتا ہے۔

ممکن ہے آج مصروفیت زیادہ رہی ہوگی اس لیے نہ لا پایا ہوگا۔

دوسرے دن بھی باپ یاد دلاتا ہے۔

''کل شاید تم بھول گئے تھے آج ضرور لیتے آنا۔ دیکھو نا کئی دنوں سے غسل بھی نہیں کر پا رہا ہوں۔''





بیٹا دفتر چلا جاتا ہے واپسی میں اس کا ہاتھ خالی ہوتا ہے۔ باپ کے دل میں ذرا بھی میل نہیں آتا۔

ممکن ہے آج بھی یاد نہ رہا ہو؟ کام بھی تو بہت ہے بیچارے کے پاس۔

آج تیسرا دن ہے آج بھی باپ بیٹے کو اپنی فرمائش یاد دلاتے ہوئے کہتا ہے۔

''بیٹا آج شرما جی کے یہاں بھی جانا ہے۔ گندی اور پھٹی دھوتی کے کارن نہیں جا سکتا۔ آج بھولنا مت، معمولی ہی سہی، لے ہی لینا۔''

''یہ کیا کوے کی طرح کائیں کائیں کی رٹ لگا رکھی ہے۔ میں نے پہلے ہی دن سن لیا تھا۔''

بیٹا باپ کو گھور کر دیکھتا ہے اور۔۔۔۔۔



باپ کچھ نہیں کہتا۔ وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں آجاتا ہے اور تیس سال پرانا لمحہ اس کی نظروں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔

ابو وہ کیا ہے۔

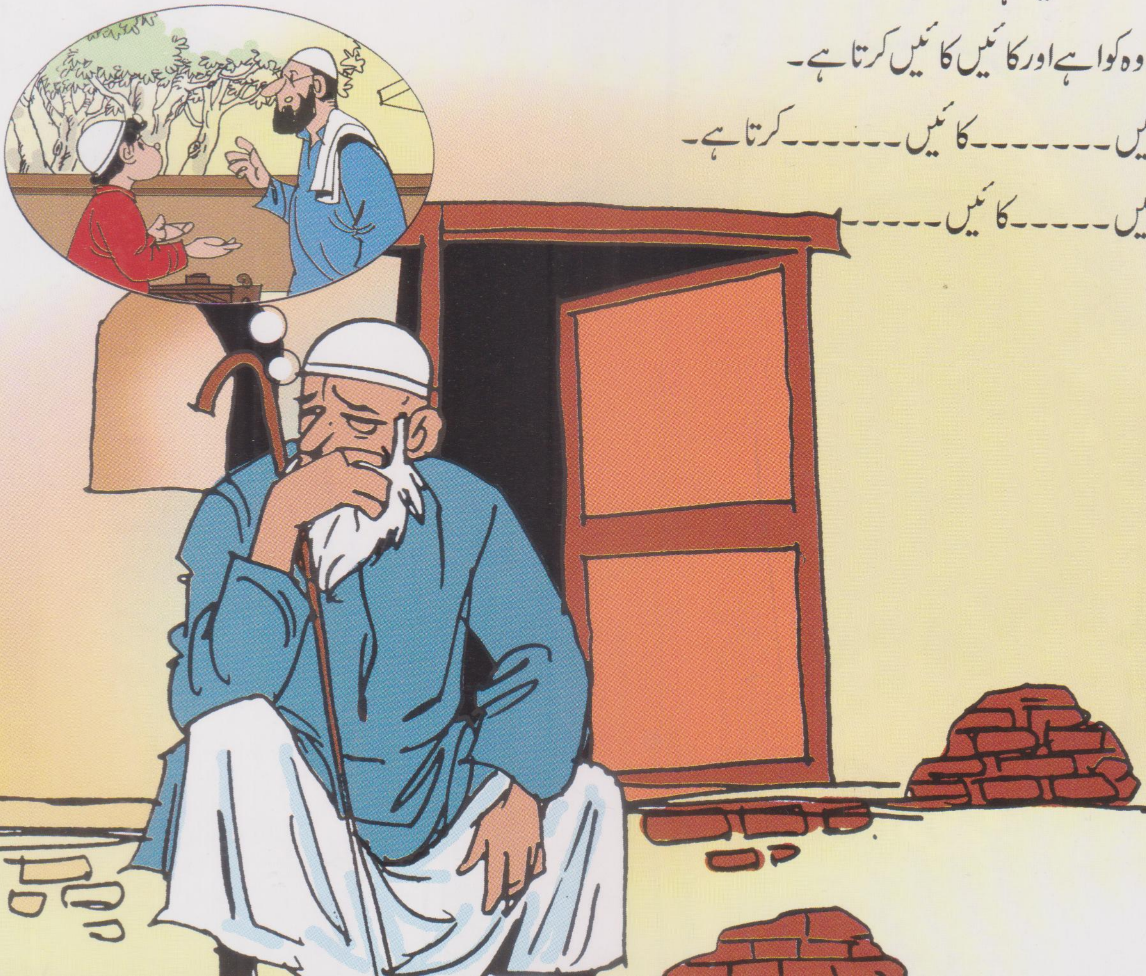
بیٹا وہ کوا ہے۔

ابو وہ کالا کالا کیا ہے۔

بیٹا، وہ کوا ہے اور کائیں کائیں کرتا ہے۔

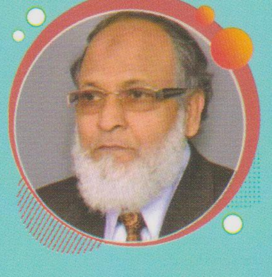
کائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ کائیں۔۔۔۔۔۔۔ کرتا ہے۔

کائیں۔۔۔۔۔ کائیں۔۔۔۔۔



’’کائیں کائیں‘‘ فرض شناسی، انصاف، حسن سلوک، مساوات، وفاداری وغیرہ پر مبنی کہانی ہے۔ ’’کائیں کائیں‘‘ ایک نئے انداز کی کہانی ہے جو بچوں کے ساتھ بڑوں کو بھی غور وفکر کی دعوت دیتی ہے۔ کہانی کی زبان آسان، عام فہم اور دلچسپ ہے۔





مشتاق احمد نوری کا شمار ممتاز فکشن نگاروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے 1967 سے افسانے لکھنے کی ابتدا کی۔ ان کے افسانے متعدد ادبی رسائل میں چھپتے رہے ہیں۔ ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ مختلف اداروں اور اکادمیوں نے انعامات واعزازات سے نوازا ہے۔

مشتاق احمد نوری

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت تعلیم، حکومت ہند، نئی دہلی
فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی-110025

ISBN 978-93-49533-40-0
9 789349 533400
NCPUL | DELHI | INDIA

قیمت -/30 روپے